ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

اردو شاعری میں مستعمل مرکب بحور

Compound Bahoor used in Urdu poetry

1.Zia ur Rehman,

Research Scholar Urdu University of Swabi

2.Prof. Dr. Muhammad Salim,

Department of Urdu University of Swabi (Corresponding Author: hdrms2000@gmail.com)

3.Dr. Muhammad Rahman,

Assistant Professor Department of Urdu Hazara University Mansehra

Abstract:

Urdu has its own metrical system like all other languages of the world which determines the structure, quality and pertinence of the verse. Urdu has benefited from Arabic and Persian languages as it is a compound and absorbent language; even there are some poetical forms that have been included in Urdu language and these are originally from the mentioned other two languages; especially the science of metrical structure of the poetry has been adopted in pursuance of Arabic and Persian languages, which is called "Ilm-e-Urooz". There are seven "Mufrad Buhoor" while twelve "Murakkab Buhoor" out of total nineteen "Buhoor" prevailing in Arabic and non-Arabic metrical structures. But there is no "Bahr" out of these twelve "Murakkab Buhoor" that is in common absolute use in Urdu poetry, however, there have been poetic works that adopt the "Zuhaf Awzan" of these "Buhoor". About six of these "Buhoor" have been in common use in poetic works out of those twelve and the other six have been abandoned as they were not according to the style of Urdu language.

Key Words:

Urdu, "Ilm-e-Urooz", Prosody, Metre, Arkan Afaghil, Poetry, Murakkab, Behr, Bahoor

موضوع : مقالے کا موضوع "اردو شاعری میں مستعمل مرکب بحور ہے، پہلے حصہ میں علمِ عروض کے بنیادی امور کو موضوع بنا گیا ہے جبکہ دوسرے حصے میں اردو شاعری میں مروّج مرکب بحور کو زیرِ غور لایا گیا ہے۔

طریقہ کار:

مقالہ کو ترتیب دیتے وقت یہ طریقہ کار اپنایا گیا ہے کہ پہلے علمِ عروض اور اس کے پس منظر کا بغور مطالعہ کیا گیا پھر دورِ حاضر کے مقبول شعراء کے کلام سے مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

شعر کہنا ایک الہامی وصف ہے، افکار و جذبات کو لفظوں کی زبان دینا اس قدر آسان کام نہیں جس قدر سمجھا جاتا ہے بلکہ اگر کسی کے خیال کے مطابق شعر کہنا قافیہ پیمائی ہے تو یہ قافیہ پیمائی کرنا بھی اس قدر آسان کام نہیں بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک شاعر یا نثر نگار ایک تخلیق کار ہونے کے ساتھ ساتھ خود ایک بڑا نقاد بھی ہوتا ہے، اپنے فن پارے پر بار بار تنقیدی نظر دوڑاتا ہے اور خوب کانٹ چھانٹ کے بعد اپنا فن پارہ قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے، فکر یا جذبہ کو جو لفظوں کی زبان مل گئی بس مل گئی باقی ایک تخلیق کار خواہ شاعر ہو یا افسانہ نگار، ڈرامہ نگار ہو یا ناول نگار جس قدر محنت کرتا ہے وہ فنی لوازمات کو سامنے رکھ ہی کرتا ہے اس لیے تو ادب کی کوئی بھی صنف ہو نظم یا نثر، فکر اور جذبہ کے ساتھ فن کا متقاضی ہوتی ہے کیونکہ ایک اچھی بات کو اگر سلیقے سے پیش نہ کیا جائے تو بے کار اور بے معنی معلوم ہوتی ہے۔

شاعری کے لیے دیگر فنون سخن کے ساتھ ساتھ علم عروض کا جاننا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ ایک اچھی بات، اچھی سوچ اور جذبے کو اگر خوبصورت الفاظ میں پیش کیا جائے لیکن اس کے اندر وزن نہ ہو یا وزن اور موسیقیت موجود ہو لیکن ارکانِ بحر میں ربط موجود نہ ہو ایک مصرعہ ایک بحر میں اور دوسرا مصرعہ کسی دوسری بحر میں ہو تو یہ کلام معیاری شاعری میں شمار نہیں کیونکہ ہر شے کا میعار ناپنے کے لیے کچھ خاص قواعد اور پیمانے موجود ہیں اس طرح شاعری کا آہنگ معلوم کرنے کے لیے بھی کچھ قواعد اور پیمانے موجود ہیں جو علم عروض کے نام سے معروف ہیں تو یہ بات مسلم ہے کہ شعر کے لیے وزن کا ہونا نہایت ضرور ہے، ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد نے نکاتِ فن کے حوالے ایک اقتباس نقل کی ہے جس سے شعر کے لیے وزن کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

> "جس طرح موسیقی کے دو جز لاینفک آواز اور تال ہیں اسی طرح شعر کے اجزائے لاینفک
> خیال اور وزن ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کو حذف کر دیں تو شعر شعر نہیں رہتا۔(1)

یہ الگ بات کہ عروض سیکھے بغیر بھی ایک شخص شاعری کر سکتا ہے اور علم عروض سیکھنے کے باوجود بھی ایک شخص شاعر نہیں بن سکتا لیکن پھر بھی شاعری کے لیے علم عروض سے آگاہی ضروری ہے۔

علم عروض جیسے وقیع موضوع پر اس مختصر مضمون میں احاطہ کرنا تو کیا ایک رسالہ میں بھی بنیادی باتوں کا احاطہ کرنا مشکل ہے لیکن یہاں صرف علمِ عروض کے ایک جزو یعنی مرکب بحور کو زیرِ غور لایا جائے گا اور پھر مرکب بحور کے بھی تمام زحاف اوزان کا احاطہ کرنا مشکل ہے لیکن چند اہم اور معروف اوزان پر بحث ہوگی۔

بحر اور وزن پر بات کرنے سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ اساتذہء عروض کے مطابق وزن اور بحر کی تعریف لکھی جائے کیونکہ یہ دونوں ایک چیز نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں۔

وزن: چونکہ شعر کے لیے وزن ایک لازمی جز ہے تو عروض کی کتابوں میں وزن کی جو تعریفیں لکھی گئی ہیں ان کی روشنی میں وزن کی شعری اور رعروضی اصطلاح پیش کی جاتی ہے:۔

جابر علی سید نے وزن کے حوالے سے چند اہم تعریفیں لکھیں ہیں جس سے وزن اور بحر کے درمیاں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

> " وزن مراد ہے اس ہیئت سے جو نظام ترتیب حرکات و سکنات اور ترتیبِ حروف اور
> تناسب عدد حروف اور مقدار کے تابع ہو، ایسے نہج پر کہ اس سے ایک خاص لذت کا
> ادراک کرے اور اس ادراک کو ذوق کہتے ہیں، تناسبِ عدد سے یہ مراد ہے کہ ارکان

مصرعوں کے مساوی ہو اور مقدار کے تناسب سے یہ مراد ہے کہ ارکان مصرعوں کے مساوی ہو اور مقدار کے کے تناسب سے یہ مراد ہے کہ ارکان باہم مقدار اور حروف میں متناسب اور متقارب ہو، پس جو مصرع تین مفعولن پر مشتمل ہو گا وہ اس مصرع کا جو تین مستفعلن پر مشتمل ہو ہم وزن نہ ہو گا"۔(2)

"وزن شعر مختلف ہجاؤں کے ایسے سلسلوں میں تقسیم کا نام ہے جو متساوی اور متشابہ ہوں، یاان کے عدم تساوی اور عدم تشابہ میں ایک نظم یاترتیب موجود ہو اور ان سلسلوں میں سے ہر سلسلے کے ایک ہجا پر صوتی کشش کے ذریعے ان سلسلوں کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہو"(3)

اگر ہم چند سادہ اور آسان لفظوں میں وزن کی تعریف کریں تو یوں ہو سکتی ہے کہ وزن شعری اصطلاح میں

ارکانِ عشرہ کی ایک خاص تریتب سے پیدا ہونے والے صوتی ہجاؤں کی پیدایش یعنی حرکات و سکنات سے پیدا ہونے والی کیفیت اور اس کی پیائش کا نام ہے لیکن خیال رہے کہ یہ اس مصرع یا شعر کا آہنگ نہیں بلکہ وزن ہو سکتا ہے جبکہ آہنگ الگ چیز ہے کیونکہ وزن سے شعر کی حالت اور ارکان معلوم کیے جا سکتے ہیں جبکہ آہنگ نثر میں بھی موجود ہوتا ہے لیکن اگر وزن کے ساتھ پیوست کر کے آہنگ کا معلوم کرنا ہو تو پھر بات موسیقیت کی طرف جاتی ہے کہ جس بحر کا آہنگ جس قدر تیز ہو اس میں نغمگیت اور موسیقت زیادہ پائی جاتی ہے۔

<u>بحر</u>: وزن ہمیں جن ارکان کی نشاندہی کراتا ہے تو ان ارکان کی ایک خاص ترتیب سے بحریں وجود پاتی ہیں کیونکہ ارکان کی ایک خاص ترتیب جو عروض کی کتابوں میں ملتی ہے، قواعد کی روشنی میں ان کی تکرار سے بحریں بنتی ہیں کیونکہ ارکانِ عشرہ، جن سے مروجہ بحور بنی ہیں کی تکرار کی ایک خاص ترتیب ہے اور اگر اس ترتیب کا خیال نہ رکھا جائے تو پھر تو ایک بحر سے کئی نئی بحریں نکل سکتی ہیں جس پر گرفت رکھنا اور یاد کرنا آسان کام نہیں اور پھر اس کے لیے کچھ اصول اور ضوابط بھی بنانے ہونگے کہ کس بنا پر فلاں رکن کو فلاں رکن کے ساتھ ملا کر بحر وجود میں آئی ہے، مختصر یہ کہ جو ارکان افاعیل ہیں ان کی تکرار سے بحریں بنتی ہیں جب رکن سالم حالت میں مستعمل ہو تو بحر بھی سالم کہلاتی ہے اور جب رکن کے ٹکڑے آپس میں مل کر بحر کی صورت اپنائیں تو پھر کسی بحر کی مزاحف صورتیں وجود میں آتی ہیں لیکن وہ بھی کسی خاص قاعدے کی روشنی میں۔

<u>اکانِ عشرہ:</u>

وہ ارکان جن کی تکرار سے بحریں بنی ہیں درج ذیل ہیں یہ تعداد میں آٹھ ہیں لیکن دو ارکان منفصل لکھنے کے سبب دس بن جاتی ہیں اس لیے ارکان عشرہ بھی کہلاتے ہیں اور ارکان افاعیل بھی۔

عروض کو ہندی پنگل سے پیوست کرنے والوں نے کچھ نئے ارکان کی بھی نشاندہی کی ہے بعض کتابوں میں یہ تعداد چودہ تک دکھائی گئی ہے لیکن جو معروف ہیں وہ یہی دس ہیں باقی جو ارکان ہیں وہ ان کی زحاف شکلوں سے اخذ کیے جا سکتے ہیں اس لیے یہ دس ارکان ہی معروف ہیں جو درج ذیل ہیں۔

فعولن، فاعلن، مفاعیلن، فاعلاتن، مستفعلن، متفاعلن، مفاعلتن، مفعولاتُ مس تفع لن(منفصل) فاع لاتن (منفصل)۔

ان ارکان کی تکرار سے دو قسم کی سالم بحریں بنتی ہیں مفرد اور مرکب بحریں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مفرد بحور وہ ہیں جو ایک رکن کی تکرار سے بنی ہوں جیسے فعولن فعولن فعولن فعولن (متقارب مثمن سالم)
اور مرکب بحور وہ ہیں جو دو ارکان کی خاص ترتیب سے بنی ہو، اس موقع پر ان مرکب بحور کو زیر غور لایا جائے گا،
مفرد بحور کو نہیں۔

خلیل بن احمد نے جو پندرہ بحریں وضع کی تھیں ان میں چھے مفرد اور نو مرکب ہیں اس طرح بعد میں جب اہلِ فارس نے مزید چار بحریں وضع کیں تو سوائے متدارک کے باقی مرکب تھیں، یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ نئی بحریں وجود میں آئی ہیں بعض ارکان کی نئی ترتیب سے اور بعض ایسی ہیں جو ان رکان کے زحاف اوزان سے بنی ہے ہیں ان کی تعداد عروض کی کتابوں میں مختلف ہے ان میں بعض مروج ہوئیں اور بعض متروک لیکن وہ بحریں اور اوزن، جیسے بحر جمیل، عمیق، عریض، نہال، شمیم، مرغوب، جامہ، ہندی، زمزمہ وغیرہ اس مقالے کا حصہ نہیں یہاں پر صرف ان مرکب بحور پر بات ہو گی جو عرب و عجم میں معروف انیس بحریں ہیں، ان انیس بحروں میں سات بحریں مفرد ہیں جبکہ بارہ بحریں مرکب ہیں اور پھر ان بارہ بحروں میں سے بھی بعض بحریں ایسی تھیں جو عربی اور فارسی کے مزاج کے ساتھ خاص تھیں ا ور اردو میں مروج نہ ہو سکیں، وہ مرکب بحریں تعداد میں بارہ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1۔ طویل، 2، مدید، 3، بسیط، 4، سریع، 5 منسرح، 6۔ خفیف، 7۔ مضارع، 8۔ مقتضب، 9۔ مجتث، 10۔ جدید، 11۔ قریب، 12 مشاکل۔
ان بارہ بحور میں بھی اکثر بحریں اردو کے مزاج کے ساتھ مطابقت نہ رکھتی تھیں اس لیے وہ بھی متروک ہوئیں اور جن مرکب بحور میں اردو شعراء نے بالعموم شاعری کی ہے درج ذیل ہیں۔

<u>اردو شاعری میں مروج مرکب بحور</u>: مرکب بحور میں چھے بحریں ایسی ہیں جن میں اردو شعرا نے طبع آزمائی کی ہے لیکن پھر ان میں سے بھی بعض بحریں ایسی ہیں کہ رفتہ رفتہ متروک ہوتی جا رہی ہیں۔

1۔ بحر مضارع: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (شعر میں دو بار)
2۔ بحر مجتث: مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن۔
3۔ بحر خفیف: فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن۔
4۔ بحر منسرح: مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ
5۔ بحر سریع: مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ۔
6۔ بحر مقتضب: مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن۔

یہ چھے مرکب بحریں ایسی ہیں جو شعرائے اردو نے استعمال میں لائی ہیں لیکن ایک بات ذہن نشین کر لینی چاہیے
کہ یہ تمام بحریں اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں اردو شعراء نے ان کے زحاف اوزان میں طبع آزمائی کی ہے، چند ماہرین عروض نے بطور نمونہ کلام پیش کرنے کے لیے سالم اوزان میں کلام نظم کیا ہے لیکن وہ صرف نمونہ پیش کرنے کے لیے اس لیے ایسی شاعری معمول کے اوزانِ شاعری میں شامل نہیں۔

مذکورہ چھے بحور میں آخری دو بحریں مقتضب اور سریع ایسی ہیں کہ کم مستعمل ہیں باقی یہ چار بحریں ایسی ہیں کہ سالم تو اردو شاعری میں مستعمل نہیں البتہ زحاف اوزان میں زیادہ مستعمل ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

1۔ بحر مضارع: مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن (شعر میں دو بار)۔

یہ مرکب بحر ہے جو دو ارکان مفاعیلن اور فاع لاتن کی تکرار سے بنی ہے دونوں ارکان کا پہلا حصہ وتد اور دوسرا حصہ دو سبب پر مشتمل ہے لیکن جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ پہلے رکن کا پہلا حصہ "مفا" وتد مجموع ہے جبکہ دوسرے رکن کا پہلا حصہ "فاع" وتد مفروق ہے اس لیے ان ارکان کے زحافات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے یہ بحر اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں لیکن اس کے زحاف اوزان کثیر الاستعمال ہیں۔

اس بحر کے جو معروف اوزان ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف/مقصور، مفعول فاعلاتُ مفاعیل فاعلن/فاعلان۔

مضارع کا یہ وزن اردو شاعری میں معروف اور مروّجہ اوزان میں سے ہے، اس وزن کی ایک مخنق صورت یہ بھی بن سکتی ہے جو بوقتِ ضرورت استعمال کی جاسکتی ہے۔

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلن/فاعلان، دوسرے اور تیسرے رکن میں تخنیق واقع ہونے سے ایک اور وزن حاصل ہوا جو اخرب سالم اخرب محذوف/مقصور کے نام سے بھی موسوم ہیں لیکن یہ دراصل مخنق وزن ہیں۔

اردو کے تقریباً زیادہ شعراء نے اس وزن میں کلام نظم کیا ہے۔

فراز اور قتیل شفائی نے کثرت سے مضارع کے اس وزن میں طبع آزمائی کی ہے۔

غزل نمبر 1: یوسف نہ تھے مگر سرِ بازار آ گئے---خوش فہمیاں یہ تھیں کہ خریدار آ گئے

سورج کی دوستی پہ جنہیں ناز تھا فراز------وہ بھی تو زیرِ سایۂ دیوار آ گئے (4)

غزل نمبر 2: روک آنسوؤں کو دامنِ زخمِ جگر نہ کھول----جیسا بھی حال ہو نگہِ یار پر نہ کھول۔

جب شہر لٹ گیا تو کیا گھر کو دیکھنا------کل آنکھ نم نہیں تھی تو اب چشمِ تر نہ کھول۔ (5)۔

قتیل شفائی کی اس بحر اور وزن میں بہت سی غزلیں ہیں، بطور نمونہ صرف دو غزلیں پیش کی جاتی ہیں۔

1: جب سے اسیر زلف گرہ گیر ہو گیا-------میں بے نیاز حلقہء زنجیر ہو گیا۔

جانا کہاں بھلا تری محفل کو چھوڑ کر------میں آپ اپنے پاؤں کی زنجیر ہو گیا۔ (6)۔

غزل نمبر 2: یوں آ رہا ہے آج لبوں پر کسی کا نام-----ہم پڑھ رہے ہوں جیسے چھپا کر کسی کا نام۔

ماتم سرا بھی ہوتے ہیں کیا خود غرض قتیل-----اپنے غموں پہ روتے ہیں لے کر کسی کا نام۔ (7)۔

قتیل اور فراز دونوں کی غزلیات میں غزل نمبر ایک کا وزن مثمن مکفوف محذوف اور غزل نمبر 2 کا وزن مکفوف مقصور ہے اگرچہ غزل کے دیگر اشعار کے رکنِ عروض میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں لیکن جو بنیادی اوزان ہیں وہ مکفوف محذوف اور مکفوف مقصور ہیں۔

تقطیع ان اشعار کی اس طرح ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

مفعول

فراز۔ یوسف نہ

خوش فہم

قتیل۔ جب سے ا

میں بے ن یاز حلقہ

یہ وہ غزلیں تھیں جن کا بنیادی وزن مکفوف محذوف ہے اب ذیل میں ان غزلوں کی تقطیع لکھی جاتی ہے جن کا بنیادی وزن مکفوف مقصور ہے،یعنی رکنِ عروض میں فاعلن کی جگہ فاعلان آیا ہے۔

مفعول

فراز کی غزل۔ روک آنسو ؤ کو دام

جیسا بھی

قتیل کی غزل۔ یوں آر ہا ہے آج

ہم پڑھ ر

اردو شاعری میں یہ وزن کثیر الاستعمال اوزان میں سے ہیں اور اکثر شعرائے اردو نے اس وزن میں شاعری کی ہے
اس بحر کے دیگر اوزان بھی ہیں جن میں شعراء نے طبع آزمائی کی ہے لیکن سارے اوزان کا تذکرہ اس مختصر مضمون میں مشکل ہیں صرف ایک اور وزن کا ذکر کیا جاتا ہے۔
مضارع مثمن اخرب سالم، مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن۔
اس میں پہلا اور دوسرا رکن اخرب جبکہ تیسرا اور چوتھا رکن سالم مستعمل ہے،اقبال کا کلام جو اس وزن میں ہے۔
سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا-----ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا۔(اقبال)

تقطیع۔ مفعول فاعلاتن

سارے ج ہاں سے اچ

ہم بلبُ لیں ہیں اس

قتیل شفائی کی ایک غزل جو اس وزن میں ہے ایک اعتبار سے عروضی تجربہ بھی ہے کہ مثمن کی بجائے مسدس مضاعف ہے یعنی ایک رکن کا اضافہ کیا ہے ایک مصرع میں چھے ارکان ہیں اور شعر میں بارہ ارکان۔

جب درمیاں ہمارے، یہ سنگدل زمانہ، دیوار چن رہا تھا
میں ضبط کی حدوں میں، تیری خموشیوں کی، گفتار سن رہا تھا۔(8)

تقطیع: مفعول فاعلاتن مفعول

جب درم یاں ہمارے یہ سنگ

میں ضبط کی حدوں میں تیری خ

2: بحر مجتث مثمن سالم، مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن۔

یہ مرکب بحر اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں لیکن اس بحر کے زحاف اوزان میں شعرائے اردو نے طبع آزمائی کی ہے جو معروف اور مروجہ اوزان ہیں ان کا ذکر کریں گے لیکن ان میں بھی تمام اوزان کا احاطہ کرنا ممکن نہیں جو زیادہ معروف ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

مجتث مثمن مخبون مخذوف، مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلن۔

اس بحر کا یہ سب سے زیادہ معروف اور مروّج وزن ہے جو شعرائے اردو نے کثرت سے استعمال کیا ہے لیکن عروض وضرب میں معمولی ترمیم سے مزید چند اوزان حاصل کیے جاسکتے ہیں جن کی عروضی اجازت ہے اور سب کا ایک ہی نظم میں خلط بھی جائز ہیں لیکن شاعرانہ مہارت ضرور چاہتا ہے تبھی ایک شاعر اس سے کلام میں رنگارنگی لا سکتا ہے، اردو کے بیشتر شعراء نے اس وزن کو استعمال میں لایا ہے چند مثالیں پیش کیے جاتے ہے۔

اس وزن کے جو رعایتی اوزان ہیں جن میں شعرائے اردو نے شاعری کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

مجتث مثمن مخبون مخذوف مسکن (مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلن) فعلن (عین ساکن)۔

مثمن مخبون مقصور (مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعِلان)

مثمن مخبون مقصور مسکن (مفاعلن فعِلاتن مفاعلن فعلان) فعلان (عین ساکن)۔

سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں-----سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں۔(9)۔

وہ شخص جس کو مری زندگی میں آنا تھا----سنا ہے اس کے تعاقب میں اک زمانہ تھا۔

نہ تھا پسند کسی کو بھی دل کا دل سے ملاپ------مگر ہمیں تو دیے سے دیا جلانا تھا۔

بہت قریب، بہت ہی قریب تھا صیاد--------قفس سے دور بہت دور آشیانہ تھا۔(10)

فراز کی غزل کا بنیادی وزن مجتث مخبون محذوف ہے اور قتیل کی غزل میں مزید تین اوزان کا خلط ہے یعنی بنیادی وزن تو محذوف مسکن ہے لیکن پھر دوسرے شعر کا وزن مخبون مقصور اور تیسرے شعر کا وزن مخبون مقصور مسکن ہے اس لیے تینوں اشعار لکھے جاتے ہیں تاکہ اوزان کی وضاحت ہو جائے، یہ کثیر الاستعمال بحر ہے اس لیے اکثر شعراء نے یہ بحر استعمال کی ہے لیکن یہاں بطورِ نمونہ صرف قتیل شفائی اور فراز کے اشعار لکھے جاتے ہیں۔

	مفاعلن	فعِلاتن
سنا ہے لو	گ اسے آ	نکھ بھر کے
	سو اس کے شہ	ر میں کچھ دن ٹھہر کے دے

اب قتیل کی غزل کے اشعار کی تقطیع لکھتے ہیں جس میں انہوں نے تینوں اوزان کا خلط لایا ہے۔

مفاعلن	فعِلاتن
وہ شخص جس	کو مری زن دگی میں آ

	سناہےاس	کے تعاقب	میں اک زما ناتھا۔
شعر 2۔	مفاعلن		فعِلاتن
	نہ تھا پسن		د کسی کو
	مفاعلن		فعِلاتن
	مگر ہمیں		تو دیے سے دیا جلا
شعر 3۔	مفاعلن		فعِلاتن
	بہت قری		ب بہت ہی قریب تھا
	مفاعلن		فعِلاتن
	قفس سے دو	ر بہت دو	ر آشیا

اس بحر کے مزید بھی بعض اوزن مروّج ہیں لیکن طوالت کے ڈر سے ان کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔

3۔ بحرِ خفیف: دائرہ متوافقہ سے نکلنے والی یہ بحر مثمن الاصل ہیں لیکن اردو میں مسدس ہی مروّج ہے، اس کے ارکان، فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن ہے لیکن مسدس فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن ہے۔

دیگر مرکب بحور کی طرح یہ بحر بھی اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں عروضی تجربہ کے لیے جو کلام نظم ہوا ہے وہ صرف بطور نمونہ پیش کیا جاسکتا ہے لیکن مروج نہیں، اردو شاعری میں اس بحر کا جو معروف وزن ہے وہ یہ ہے۔

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف، (فاعلاتن مفاعلن فعِلن)۔

صدر، ابتدا، عروض اور ضرب میں معمولی سی تبدیلی سے مزید چند اوزان حاصل کیے جاسکتے ہیں جن کی تفصیل عروض کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے یہاں اجمالاً اس کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

مسدس مخبون کی جو معروف اور مروّج اوزان ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

خفیف مسدس مخبون محذوف۔ فاعلاتن مفاعلن فعِلن۔ (فعِلن، عین مکسور)۔

خفیف مسدس مخبون محذوف مسکن۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن (عین ساکن)۔

خفیف مسدس مخبون مقصور، فاعلاتن مفاعلن فعِلان۔

خفیف مسدس مخبون مقصور مسکن۔

یوں تو اس بحر کے یہ اوزان اردو شاعری میں بہت زیادہ مستعمل ہے لیکن یہاں چند اشعار بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں، فراز اور قتیل شفائی نے اس بحر میں خوبصورت غزلیں کہی ہیں۔

فراز کی غزل جو مسدس مخبون محذوف وزن میں ہے درج ذیل ہے۔

1: دل بدن کا شریکِ حال کہاں------ہجر پھر ہجر ہے وصال کہاں۔

مقطع۔ اب تو شہ مات ہو رہی ہے فراز----اب بچاؤ کی کوئی چال کہاں ۔(11)۔

2:ابنِ مریم ہوا کرے کوئی------میرے دکھ کی دوا کرے کوئی (غالب)۔

3:توڑ کر خوابِ دلربا چپ چاپ-----جانے والا چلا گیا چپ چاپ۔(12)۔

مندرجہ بالا اشعار میں معروف اور مروّجہ چار اوزان کا خلط ہوا ہے اس لیے اب ان اشعار کی تقطیع کے دوران ان اوزان کی وضاحت ہو جائے گی۔

مسدس مخبون محذوف لآخر/مقصور الآخر، فاعلاتن مفاعلن فعِلن/فعِلان۔فراز کے اشعار۔

فاعلاتن مفاعلن فعِلن۔

تقطیع: دل بدن کا شریکِ حا

ہجر پھر بھی رہے وصا ل کہاں۔

مقطع۔ فاعلاتن مفاعلن

اب تو شہ ما ت ہو رہی ہے فراز۔

اب بچاؤ کہ کوئی چا ل کہاں۔

فراز کے اشعار مخبون محذوف اور مخبون مقصور وزن میں ہیں اور غالب، قتیل کے اشعار محذوف مسکن اور مخبون مقصور مسکن وزن میں ہیں ان کی تقطیع لکھی جاتی ہے تا کہ وضاحت ہو جائے۔

فاعلاتن مفاعلن فعِلن۔(مح

ابنِ مریم ہوا کرے کوئی۔

میرے دکھ کی دوا کرے کوئی۔

قتیل کا شعر-- فاعلاتن مفاعلن

توڑ کر خوا بِ دلبرا چپ چاپ

جانے والا چلا گیا چپ چاپ

اس وزن کے صدر، ابتدا، عروض اور ضرب میں تبدیلی سے اور بھی اوزان حاصل کیے جا سکتے ہیں لیکن اختصار کے باعث اس پر اکتفا کیا جاتا ہے، صرف رکنِ عروض میں تبدیلی سے جو اوزان بنے وہی مذکور ہوئے۔

4۔بحر منسرح: یہ مرکب بحر دوارکان کی تکرار سے بنی ہے، مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ، سالم بحر میں آخری حرف متحرک ہے اور اردو میں ایسے بہت کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے یہ بحر اردو شاعری میں سالم مستعمل نہیں البتہ اس بحر کے زحاف اوزان میں شاعری ملتی ہے لیکن وہ بھی شاعر کی قادر الکلامی ظاہر کرتی ہے کیونکہ یہ بحر اردو میں کثیر الاستعمال بحور میں سے نہیں بلکہ شعراء نے بہت کم اس طرف توجہ دی ہے اگرچہ اس کے زحاف اوزان بہت خوش آہنگ ہیں لیکن پھر بھی شعراء نے بہت کم توجہ دی اور اگر کسی شاعر نے اس بحر میں طبع آزمائی بھی کی تو صرف ایک دو غزلوں تک دیگر مرکب بحور کی طرح نہیں البتہ اقبال نے دیگر شعراء کی نسبت زیادہ اشعار اس بحر کے مرّوجہ اوزان میں نظم کیے ہیں جو اس کی قادر الکلامی اور عروض شناسی کا اظہار ہے، غالب، علامہ اقبال، قتیل شفائی، غلام محمد قاصر اور بعض دیگر شعراء نے بھی اس بحر میں کلام نظم کیا ہے۔

1۔ منسرح مثمن مطوی مطوی موقوف۔ مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلان۔

اس وزن میں علامہ اقبال کے اشعار درج ذیل ہیں۔

تیری متاعِ حیات، علم وہنر کا سرور----میری متاعِ حیات،ایک دلِ ناصبور (اقبال)

تقطیع:

مفتعلن	فاعلات
تیری متا	عِ حیات
میری متا	عِ حیات

2: منسرح مثمن مطوی مکسوف/موقوف۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات۔

سلسلہء روز وشب نقش گرِ حادثات------ سلسلہء روز وشب اصلِ حیات و ممات۔(اقبال)۔

تقطیع:

مفتعلن	فاعلن
سلسلہء	روز وشب
سلسلہء	روز وشب

3۔ منسرح مثمن مطوی مکسوف۔ مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن۔

اقبال کی نظم "مسجدِ قرطبہ" کا وزن یہی ہے صرف ایک شعر کی تقطیع لکھی جاتی ہے۔

اوّل وآخر فنا، باطن وظاہر فنا------- نقشِ کہن ہو کہ نو منزلِ آخر فنا۔

تقطیع:

مفتعلن	فاعلن
اوّل وآ	خر فنا
نقشِ کہن	ہو کہ نو

4۔ منسرح مثمن مطوی مجدوع مجدوع مکشوف/ مفتعلن فاعلن/فاعلات مفتعلن فع/فاع۔

آکہ مری جان کو قرار نہیں ہے-----طاقتِ بیدادِ انتظار نہیں ہے (غالب)۔

تقطیع

مفتعلن	فاعلاتُ
آکہ مری	جان کوق
طاقتِ بے	دادِان تِ

قتیل شفائی کی اک غزل بھی منسرح کے اس وزن میں ہے جو درج ذیل ہے۔

حسن اگر میرا احتساب کرے گا----اپنی اداؤں کو بے نقاب کرے گا۔ (قتیل شفائی)۔

تقطیع:

مفتعلن	فاعلات
حسن اگر	میرا احتِ
اپنی ادا	ؤ کو بے نِ

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

5۔ بحر سریع: یہ مرکب بحر دوارکان مستفعلن مفعولاتُ کی تکرار سے بنی ہے لیکن اردو میں یہ مسدس ہی مستعمل ہے اس بحر کا مسدس سالم وزن اس طرح ہے، مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ،

چونکہ اس سالم بحر میں آخری حرف متحرک ہے اس لیے اردو میں سالم مستعمل نہیں البتہ اس کے زحاف اوزان میں شعراء نے طبع آزمائی کی ہے لیکن رفتہ رفتہ اس بحر کا استعمال معدوم ہوتا جا رہا ہے۔

اردو شاعری میں اس بحر کا جو وزن معروف ہے وہ اس طرح ہے۔

بحر سریع مسدس مطوی مطوی مکشوف/موقوف۔ مفتعلن مفتعلن فاعلن/فاعلان، اگرچہ یہ وزن رجز کے مسدس سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے لیکن چونکہ سریع کا یہ وزن زیادہ معروف ہے اس لیے سریع کہنا زیادہ مناسب ہے، قتیل شفائی کی غزل جو اس وزن میں ہے خاصی مقبول ہو چکی ہے اس غزل میں ان دونوں اوزان کا خلط بھی ہوا ہے مکشوف اور موقوف کا، غزل کے دو اشعار لکھ کر تقطیع سے فرق واضح ہو جائے گا۔

ہاتھ دیا اس نے مرے ہاتھ میں------میں تو ولی بن گیا اک رات میں۔
عشق کرو گے تو کماؤ گے نام------ تہمتیں بٹتی نہیں خیرات میں۔(قتیل شفائی)

تقطیع:

مفتعلن	مفتعلن
ہاتھ دیا	اس نے مر
میں تو ولی	بن گیا اک

شعر نمبر2۔

مفتعلن	مفتعلن	مفتعلن
	عشق کرو	گے تو کما
	تہمتیں بٹ	تی نہیں خے

6۔ بحر مقتضب: یہ مرکب بحر جن دوارکان کی تکرار سے بنی ہے وہ مفعولاتُ مستفعلن ہے یعنی یہ بحر منسرح کی عکس بحر ہے اُس بحر میں مفعولاتُ پہلے اور مستفعلن بعد میں جبکہ اس بحر میں مستفعلن پہلے اور مفعولاتُ بعد میں آیا ہے لیکن دیگر مرکب بحور کی طرح یہ بھی سالم مستعمل نہیں بلکہ اس بحر کا استعمال بھی اردو شاعری میں نہ ہونے کے برابر ہے البتہ اس کی ایک زحاف صورت جس میں کلام ملتا ہے وہ ہزج کے ایک وزن سے بھی اخذ ہے اس لیے اس وزن کی تقطیع ہزج میں ہی کی جاتی ہے، اس بحر کا جو وزن معروف ہے وہ یہ ہے۔

مقتضب مثمن مطوی مسکن، مطوی مقطوع۔ فاعلاتُ مفعولن فاعلاتُ مفعولن۔

ہزج میں یہ وزن اشتر سالم سے حاصل کیا جاتا ہے جو اس وزن کی نسبت آسان ہے کیونکہ وہاں صرف ایک زحاف واقع ہوا ہے، ہزج مثمن اشتر سالم/ہزج مربع مضاعف۔ فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن،

فراز کی ایک مشہور غزل ہے اس کی تقطیع کر کے دونوں اوزان میں لکھی جاتی ہے۔

اس قدر مسلسل تھیں شدتیں جدائی کی-----آج پہلی بار اس سے میں نے بے وفائی کی۔
دکھ ہوا جب اُس در پر کل فراز کو دیکھا----لاکھ عیب تھے اس میں خُو نہ تھی گدائی کی۔(احمد فراز)۔

ہزج کے مثمن اشتر سالم میں اس کی تقطیع اس طرح ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

فاعلن مفاعیلن

اس قدر مسلسل تھی

آج پہ لِ باراس۔

اب مقتضب کے وزن میں اس کی تقطیع لکھی جاتی ہے تاکہ فرق واضح ہو جائے۔

فاعلاتُ مفعولن

اس قدرم سل سل تھ

آج پہلی بارس سے

دونوں اوزان میں تقطیع اس لیے دکھائی گئی کہ عروض کی بعض کتابوں میں یہ وزن موجود ہے تو یہ بات ذہن میں یاد رکھنی چاہیے کہ جب ایک وزن مفرد بحر سے حاصل ہو سکتی ہے تو مرکب میں جانے کی ضرورت نہیں، کمال احمد صدیقی اپنی کتاب "عروض سب کے لیے" میں اس وزن کے متعلق لکھتے ہیں۔

"اس آہنگ کو مرکب بحر میں دکھانے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ مفرد بحروں میں جو
آہنگ ہو ان کا استخراج
مرکب بحروں میں کرانا مناسب نہیں۔۔۔
لیکن پہلی ترجیح اس آہنگ کو ہزج میں ملے گی کیونکہ وہاں یہ آہنگ ہے فاعلن مفاعیلن
فاعلن مفاعیلن (مربع مضاعف) اس میں صرف دو اشتر رکن فاعلن ہیں اور باقی دو سالم
ارکان ہیں"(13)۔

بارہ مفرد بحور میں سے یہ چھے بحریں ایسی ہیں جن کے زحاف اوزان اردو شاعری میں مستعمل ہیں لیکن ان میں سے مقتضب اور سریع رفتہ رفتہ متروک ہوتی جا رہی ہے اگرچہ شعرائے اردو کا کلام اس بحر میں ملتا ہے لیکن دیگر مرکب بحور کی طرح ان بحروں کا استعمال بہت کم ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اب نئے اوزان متعارف ہو رہے ہیں جو انہی بحور کے زحاف ارکان سے حاصل کیے جاتے ہیں۔

حوالہ جات:

1) اردو غزل کا تکنیکی ہیتی اور عروضی سفر، ناشاد ارشد محمود، ڈاکٹر، مجلس ترقی ادب لاہور، اگست 2008 ص 46۔
2) لسانی و عروضی مقالات، سیّد، جابر علی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 1989، ص 107۔
3) فارسی عروض کی تنقیدی تحقیق اور اوزانِ غزل کے ارتقاء کا جائزہ، مترجم، محمود، بذلِ حق، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص 42۔
4) شہرِ سخن آراستہ ہے، احمد فراز، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 2004، ص 1123۔
5) ایضاً ص 534۔
6) رنگ-خوشبو-روشنی (کلیات غزل)، قتیل شفائی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2017، ص 353۔
7) ایضاً ص 513۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3, 2024

8)ایضاًص477۔
9)شہرِ سخن آراستہ ہے،احمد فراز،دوست پبلی کیشنز،اسلام آباد،2004،ص1294۔
10)رنگ-خوشبو-روشنی(کلیات غزل)، قتیل شفائی،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور،2017،ص379۔
11)ایضاًص1661۔
12)ایضاًص284۔
13)عروض سب کے لیے،صدیقی،کمال احمد،سیونتھ سکائی پبلی کیشنز،لاہور،فروری2012،ص271۔